تقوی اللہ اور قول سدید اختیار کرنے کی نصیحت

(فرمودہ ۲۶۔ اگست ۱۹۳۷ء)

۲۶۔ اگست ۱۹۳۷ء حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے دو نکاحوں لـہ کا اعلان فرمایا :-

خطبہ مسنونہ کی تلاوت کے بعد فرمایا :-

انسان جب بلحاظ فہم و فراست اور بلوغت کمال کو پہنچ جاتا ہے تو اس کی کوششیں دو دائروں میں محدود ہوتی ہیں، ایک دائرہ مستقبل کا ہوتا ہے اور ایک دائرہ ماضی کا ہوتا ہے۔ انسان کے دل میں کچھ امیدیں ہوتی ہیں جن کو وہ پورا کرنا چاہتا ہے اور کچھ ناکامیاں ہوتی ہیں جن کا ازالہ کرنا چاہتا ہے۔ کچھ چیزیں دور فضا میں ہوتی ہیں جنہیں وہ اپنے مطمح نظر کے مطابق دیکھتا ہے اور کچھ قید میں ہوتی ہیں جو اسے گزشتہ زمانہ کی طرف کھینچ کر لے جاتی ہیں اور اس کی رفتار کی تیزی کو کم کر دیتی ہے۔ یہ دو چیزیں ہیں جن میں سے ایک انسان کو ترقی اور بلندی کی طرف لے جاتی ہے اور دوسری اسے مشکلات میں ڈالتی اور ترقیات سے دور رکھتی ہے۔ ادھر انسان کو مستقبل کا خیال آتا ہے اور اپنی اصلاح کرنے لگتا ہے تو ادھر ماضی کا خیال اس کی اصلاح میں رکاوٹ پیدا کر دیتا ہے۔ غرض انسان مستقبل کو دیکھ کر اس پر فریفتہ ہو جاتا ہے اور اپنی زندگی کو اعلیٰ بنانا چاہتا ہے مگر جونہی اس کا خیال ماضی کے حالات کی طرف منتقل ہو جاتا ہے وہ مستقبل پر فریفتگی کو بھول جاتا اور ماضی کی الجھنوں میں گرفتار ہو جاتا ہے اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اس کا مستقبل بھی خراب ہونے لگ جاتا ہے۔ فرض کرو ایک چالیس سالہ گناہ گار آدمی کو توبہ کرنے اور اپنی اصلاح کرنے کی توفیق ملتی ہے تو اس کو گزشتہ چالیس سال کا زمانہ بھی یاد آجاتا ہے جو

اس کی ترقی میں حائل ہوتا ہے۔ وہ خود آگے بڑھنے کی کوشش کرتا اور مستقبل کو بہتر بنانے اور آئندہ اپنی اصلاح کرنے کی طرف متوجہ ہوتا ہے مگر معاً اس کو اپنا تاریک ماضی نظر آجاتا ہے اور پھر ایسا ماحول پیدا ہو جاتا ہے جو اس کی ترقی میں روک بن جاتا ہے اور یہ ماحول اس کو ایسا چمٹا رہتا ہے کہ قدم قدم پر اس کے لئے روکیں پیدا کر دیتا ہے۔

بعض معمولی باتیں ہوتی ہیں مگر ان کی اصلاح کے لئے بہت وقت کی ضرورت ہوتی ہے۔ بری عادتیں جب انسان چھوڑنا چاہتا ہے تو اس کو بڑی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ بعض آدمیوں کو عادت ہوتی ہے کہ وہ تقریر کرتے وقت کندھا ہلاتے ہیں، بعض ہاتھ کو حرکت دیتے ہیں، بعض سارے جسم کو حرکت دیتے ہیں یہ عادتیں ہیں جو ان میں ابتداء سے ہی پیدا ہو جاتی ہیں اور پھر جب وہ ان کو چھوڑنے کا ارادہ کرتے ہیں تو جلد ہی یہ عادتیں دور نہیں ہو جاتیں بلکہ ایسی عادتوں کو چھوڑنے کے لئے بہت وقت درکار ہوتا ہے۔

انگلستان میں ایک مشہور لیکچرار تھا جب وہ لیکچر دیتا تو کندھا ہلاتا رہتا جو لوگ تقریر سنتے وہ کہتے تقریر تو بہت اچھی تھی مگر کندھا ہلنے کی وجہ سے لوگوں کی توجہ تقریر سے ہٹ جاتی۔ آخر اس نے ارادہ کیا کہ اس عادت کو ترک کرے چنانچہ اس نے اپنے کمرہ کی چھت سے دو تلواریں دائیں بائیں لٹکا دیں اور اکیلا کمرہ میں داخل ہو کر اس نے لیکچر دینے کی مشق شروع کر دی۔ دوران لیکچر میں جب بھی وہ کندھا ہلاتا تو تلوار اس کے کندھے کو لگتی جب دایاں کندھا حرکت کرتا تو دائیں طرف کی تلوار لگتی اور جب بایاں کندھا ہلتا تو بائیں طرف کی تلوار لگتی آخر ایک عرصہ اس طرح مشق کرنے سے اس کی عادت جاتی رہی۔ جب ایسی چھوٹی چھوٹی عادتوں کو دور کرنے کے لئے انسان کو بہت وقت دینا پڑتا ہے تو بڑی عادات کے ترک کرنے کے لئے کس قدر وقت درکار ہوگا۔ غرض مستقبل کو درست کرنے کے لئے انسان کے راستہ میں بہت سی مشکلات حائل ہوتی ہیں ایک طرف انسان اپنے اعمال درست کرنے کی فکر میں ہوتا ہے اور آئندہ کے لئے ترقی کی راہ پر گامزن ہونا چاہتا ہے مگر دوسری طرف اس کی عادات اس کے مستقبل کو خراب کر دیتی ہیں۔

یہ دو حالتیں ویسے تو ہر انسان کو پیش آتی ہیں مگر نکاح کے موقع پر نمایاں طور پر سامنے آجاتی ہیں۔ انسان شادی کے ذریعہ اپنے مستقبل کو درست کرنے کی طرف مائل ہوتا ہے مگر پچھلی عادات اور گزشتہ حالات جب اس کے اس ارادہ میں حائل ہو جاتے ہیں تو وہ گھبرا جاتا

ہے۔ مگر اس کا حل قرآن مجید میں موجود ہے، رسول کریم ﷺ نے اس موقع پر تلاوت کرنے کا ارشاد فرمایا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ۝ يُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا۔ [2] کہ اے مسلمانو! تم جو نکاح اپنے مستقبل کو درست کرنے کے لئے کرتے ہو مگر اس میں ماضی کے حالات حائل ہو جاتے ہیں اور تم مستقبل کو درست نہیں کرسکتے اس کے ازالہ کے لئے ہم تمہیں دو طریق بتاتے ہیں۔ جن پر اگر عمل کرو گے تو اس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ يُصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ۔ وہ تمہارے اعمال کی اصلاح کردے گا اور تمہارے گناہوں کو معاف کردے گا۔ يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ۔ فرما کر اللہ تعالیٰ نے اس میں یہ بتایا ہے کہ وہ تمہاری ماضی کی حالت کو درست کردے گا اور يُصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ۔ میں یہ بیان فرمایا ہے کہ وہ تمہارے مستقبل کو درست کردے گا۔ یعنی آئندہ تمہارے اعمال نیک ہو جائیں گے۔ یہ دو راستے ہیں ایک مستقبل کا اور ایک ماضی کا۔ ماضی کا راستہ انسان کے اختیار میں نہیں ہوتا اور اس پر ایک پردہ پڑا ہوا ہوتا ہے انسان خود اس پردہ کو نہیں ہٹا سکتا لیکن مستقبل کا راستہ انسان کے اپنے اختیار میں ہوتا ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا۔ کہ اے ایمان والو! اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور قول سدید اختیار کرو۔

اس آیت میں دونوں پہلو بیان کئے گئے ہیں۔ ماضی کا بھی اور استقبال کا بھی۔ ماضی کا پہلو چونکہ انسان کے قبضہ سے نکل جاتا ہے اس لئے اس سے بچنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے تقویٰ اللہ کو رکھا کہ ماضی کی مشکلات سے نکلنے اور گزشتہ گناہوں کو معاف کرانے کے لئے اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرو۔ اور اسے اپنی ڈھال بنا کر ماضی کے حالات سے لڑو۔ جب اللہ تعالیٰ ڈھال بن جائے گا۔ تو پھر ماضی کے بد اثرات کا اثر بھی جاتا رہے گا۔

اسی طرح دوسرے پہلو سے بچنے کے لئے فرمایا۔ قُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا کہ مستقبل کو درست کرنے کے لئے قول سدید اختیار کرو۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں يُصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ۔ فرما کر يُصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ کو یعنی مستقبل درست کرنے کے پہلو کو مقدم کیا ہے۔ اور يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا۔ میں

ماضی کے پہلو کو مقدم کیا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ انسانی ذہن کی تربیت کے لحاظ سے يُصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْلَكُمْ ذُنُوبَكُمْ۔ کے الفاظ بیان کئے گئے ہیں کیونکہ انسان پہلے مستقبل کو درست کرنے کا ارادہ کرتا ہے ماضی کے حالات بعد میں اس کے ذہن میں آتے ہیں اس لئے عمل صالح کو غفران ذنوب پر مقدم کیا گیا ہے۔ اسی طرح يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا۔ میں جو اِتَّقُوا اللّٰهَ یعنی ماضی کے پہلو کو مقدم کیا گیا ہے اور مستقبل کے پہلو کو مؤخر کیا گیا ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ خدا تعالیٰ کی ترتیب ہے یعنی علاج کے طور پر چونکہ ماضی کا پہلو مقدم ہے اس لئے اس کو مقدم کیا گیا ہے اور مستقبل کا بعد میں ذکر کیا ہے۔ علاج میں پہلے بیماری دور کی جاتی ہے پھر کمزوری دور کرنے کے لئے ٹانک دوا دی جاتی ہے سوائے اس بیماری کے جو اپنی ذات میں اتنی غالب ہو جو مریض کو موت کے گھاٹ اتارنے والی ہو۔ پس خدا تعالیٰ نے غفران کے لئے اِتَّقُوا اللّٰهَ رکھا ہے کہ گناہوں کے بخشوانے کے لئے اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرو یعنی اللہ تعالیٰ کو بطور ڈھال گناہوں کے مقابلہ میں رکھو تو خدا تعالیٰ خود ان کو دور کر دے گا۔ ماضی کے گناہوں سے محفوظ ہونے کی مثال ایسی ہی ہے جیسے کوئی شخص پہاڑ کے نیچے کھڑا ہو کر اوپر پہاڑ کی چوٹی پر کوئی پتھر پھینکے تو لازماً وہ پتھر کچھ فاصلہ طے کرنے کے بعد اسی شخص کے پاس آجائے گا اور اس طرح کبھی بھی اس سے نہیں بچ سکے گا۔ مگر جب انسان خدا تعالیٰ کو ڈھال بنالے گا تو پھر خدا تعالیٰ اس پتھر کو راستہ میں ہی روک لے گا اور اس تک نہیں آنے دے گا۔ اسی طرح مستقبل کی درستی کے لئے قول سدید کو علاج رکھا ہے یعنی جب انسان تقویٰ اللہ اختیار کرنے سے محبت الٰہی دل میں پیدا کرتا ہے اور اس سے گزشتہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں تو آئندہ کی اصلاح کا یہ علاج ہے کہ انسان قول سدید اختیار کرے۔

دراصل قُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا کا مفہوم یہ ہے کہ اعمال کے متعلق ایسا پختہ فیصلہ کرو جس میں کسی قسم کا دھوکا و فریب نہ ہو۔ قول سدید سچائی سے بڑا درجہ رکھتا ہے سچائی میں بعض اوقات کمی رہ جاتی ہے مگر سداد میں سچ ہی سچ ہوتا ہے کسی قسم کی کمی نہیں ہوتی۔ پس صداقت اور سداد میں فرق ہے۔ صداقت کے صرف اتنے معنے ہیں کہ بات واقعہ کے مطابق ہو مگر سداد میں واقعہ کے مطابق ہونے کے علاوہ یہ بھی ہے کہ وہ صحیح بھی ہو۔ صداقت کے معنوں میں دوسرے شخص کا عیب بیان کرنا بھی آجاتا ہے اور ہم اس کے متعلق یہی کہیں گے کہ یہ سچ ہے مگر ہم اس کو قول سدید نہیں کہیں گے۔ چنانچہ رسول کریم ﷺ کے پاس ایک دفعہ ایک

شخص آیا اور اس نے عرض کیا- یارسول اللہ ﷺ ! میں ایک شخص کے متعلق سچی بات کہتا ہوں تو وہ گناہ کیسے ہو جاتی ہے ؟ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ اگر بات سچ نہ ہو تو پھر وہ جھوٹ ہو گا لیکن سچ کہنے میں اس کا نام غیبت ہو گا اور یہ بھی ایک گناہ ہے- [۳] پس غیبت کے متعلق ہم یہ تو کہہ سکتے ہیں کہ وہ سچ ہے مگر اسے قول سدید نہیں کہہ سکتے- علاوہ ازیں انسان کے اندر بعض عیوب ہوتے ہیں ان کا ظاہر کرنا گو سچ ہو مگر قول سدید نہیں ہوتا جیسے ایک کانے کو کانا کہا جائے تو یہ سچ ہی ہو گا مگر قول سدید نہیں کہلائے گا کیونکہ قول سدید کے اختیار کرنے میں غیبت اور طنز دونوں ترک کرنے پڑتے ہیں- اور شریعت اسلامیہ میں ھُمَزَ اور لُمَزَ دونوں منع ہیں چنانچہ غیبت کرنے والے کو ہم کہیں گے کہ وہ سچ بولتا ہے مگر ساتھ ہی ہم یہ بھی کہیں گے کہ وہ ایک گناہ کا ارتکاب کر رہا ہے- ایک طنز کرنے والے شخص کے متعلق گو ہم یہ کہیں گے کہ وہ سچ بولتا ہے مگر ساتھ ہی یہ بھی کہیں گے کہ وہ ایک گناہ کا ارتکاب کر رہا ہے کیونکہ غیبت اور طنز عمل صالح نہیں اور عمل صالح قول سدید کے ذریعہ ہوتا ہے- پس قول سدید اور صداقت میں بڑا فرق ہے- قول سدید نیک عمل کو کہتے ہیں مگر ایسا نیک عمل جو نیک موقع پر اور نیک ذریعہ سے کیا جائے اسی لئے جہاں اللہ تعالیٰ نے نیکی کا ذکر کیا ہے وہاں عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ بھی فرمایا ہے یعنی کام بھی نیک ہو اور موقع بھی نیک ہو اور ذریعہ بھی نیک ہو-

مثلاً نماز ہے سورج چڑھتے یا سورج ڈوبتے نماز نہیں پڑھی جاتی اور جو شخص ان دونوں وقتوں میں نماز پڑھے وہ شیطانی کام کرنے والا قرار پاتا ہے- اب گو نماز نیک عمل ہے مگر چونکہ طلوع شمس یا غروب شمس کے وقت نماز پڑھنا بے موقع فعل ہے اس لئے وہ عمل صالح نہیں کہلائے گا- عمل صالح موقع و محل پر نیک ذریعہ سے کام کرنے کا نام ہے- جیسا کہ کہتے ہیں فلاں چیز فٹ ہے- عمل صالح بھی وہ نیک عمل ہوتا ہے جو موقع کے لحاظ سے فٹ ہو-

پس عمل صالح میں غیبت اور طنز شامل نہیں کیونکہ غیبت اور طنز گو صداقت میں شامل ہیں مگر چونکہ یہ دونوں صداقتیں بے موقع ظاہر کی جاتی ہیں اس لئے عمل صالح میں شامل نہیں ہو سکتیں- غرض اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ سچ اختیار کرو بلکہ قول سدید کے اختیار کرنے کا حکم دیا ہے- سچ کے ذریعہ انسان اپنا مستقبل درست نہیں کر سکتا بلکہ مستقبل قول سدید کے ذریعہ درست ہو سکتا ہے- پس ماضی کے نقصانات سے بچنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں یہ علاج بتایا کہ تقویٰ اختیار کرو اور مستقبل کو درست کرنے کے لئے قول سدید اختیار کرنے کا

حکم دیا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ اس کی تشریح کرتے ہوئے فرماتا ہے۔ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا۔ کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرے گا اور اس سے حقیقی معنوں میں محبت کرے گا وہ کامیاب ہو جائے گا۔ چونکہ ماضی کے خطرات پر انسان کا قبضہ نہیں ہوتا بلکہ صرف اللہ تعالیٰ کا قبضہ ہوتا ہے اس لئے ان خطرات سے بچنے کے لئے اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور اس سے محبت کی تعلیم دی۔ دوسری چیز مستقبل کو درست کرنا ہے مگر اس پر چونکہ انسان کا اختیار ہوتا ہے اس لئے مستقبل کو درست رکھنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے رسول کریم ﷺ کی اطاعت کو ضروری قرار دیا۔ پس ماضی کے خطرات سے بچنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے تقویٰ اللہ اور اطاعت الٰہی کو علاج بتایا اور مستقبل کو درست رکھنے کے لئے قول سدید اور رسول کریم ﷺ کی اطاعت کرنے کی تلقین کی۔

(الفضل یکم ستمبر ۱۹۳۷ء صفحہ ۴، ۵)

ا فریقین کا تعین سے نہیں ہو سکا۔
۲ الاحزاب : ۷۱، ۷۲
۳ مسلم کتاب البر و الصلة باب تحریم الغیبة